Regd. No. L 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ:- الفضل لاہور — ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ: سالانہ چندہ ۲۴ روپے — ششماہی ۱۳ ″ — سہ ماہی ۷ ″ — ماہوار ۲½ ″

یوم جمعۃ المبارک — ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ — فی پرچہ ۱؍

جلد ۴۰/۶ — ۲۱ امان ۱۳۳۱ ہش — ۲۱ مارچ ۱۹۵۲ء — نمبر ۷۰

اخبار احمدیہ

ناصر آباد اسٹیٹ (سندھ) ۱۷ مارچ۔ بذریعہ ڈاک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ٹانگ میں درد کی شکایت ہے۔

۱۸ مارچ۔ آج حضور کی طبیعت بخار کی وجہ سے ناساز رہی۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک آئندہ ربوہ کے پتہ پر بھیجی جائے۔

مکرم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کو آج نبض کی بے قاعدگی کی وجہ سے دل میں گھبراہٹ کی کیفیت رہی۔ بھوک بالکل مفقود ہے۔ نیز پاؤں میں ورم بدستور ہے احباب صحت کاملہ کیلئے دعا جاری رکھیں۔

حیدر آباد سندھ میں حضرت امیر المومنین لیکچر فرمائیں گے

سندھ کی صوبائی انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تبلیغ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بروز منگل بتاریخ ۲۵ مارچ ۵ بجے شام تھیوسافیکل ہال حیدر آباد سندھ میں "اتحاد المسلمین" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

آٹھ عرب حکومتوں نے اسلامی ممالک کی مشاورتی کانفرنس میں شریک ہونے کا اعلان کر دیا

کراچی ۲۰ مارچ۔ حکومت پاکستان نے بارہ اسلامی ملکوں کے وزراء اعظم کو مشترکہ مفادات کے متعلق باہمی صلاح مشورے کا نظام قائم کرنے کے لئے ایک مشاورتی کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت دی ہے۔ دعوت نامہ میں یہ تجویز کیا گیا ہے۔ کہ یہی کانفرنس کراچی میں منعقد ہو۔ وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے پچھلے دنوں مشرق وسطیٰ کے بعض ممالک کا دورہ کرتے ہوئے وہاں کے سیاسی مدبروں اور حکومتوں کے نمائندوں سے جو بات چیت کی تھی۔ اس میں انہوں نے محسوس کیا۔ کہ تمام اسلامی ملکوں میں مشترکہ مفادات کے متعلق باہمی تعاون کی خواہش شدید پائی جاتی ہے۔ چنانچہ وزراء اعظم کی کانفرنس اسی غرض کے تحت طلب کی جا رہی ہے۔ تاکہ باہمی صلاح و مشورے کا کوئی نظام قائم کیا جائے۔ اور اس امر کا جائزہ لیا جائے۔ کہ تمام اسلامی ممالک کے مشترک مفادات کیا ہیں۔ اس کانفرنس میں معین فیصلے نہیں کئے جائیں گے۔ بلکہ محض تبادلہ خیال ہو گا۔ تاکہ ہر ملک اپنے حالات اور دوسروں کے خیالات کی روشنی میں خود کوئی فیصلہ کر سکے۔ اگرچہ معاملات پر غور ضرور کیا جائے گا۔ لیکن ہر معاملے میں فیصلہ متعلقہ حکومت خود کرے گی۔

معلوم ہوا ہے کہ مندرجہ ذیل عرب حکومتوں نے اس دعوت کو منظور کر لیا ہے۔ مصر۔ عراق۔ شام۔ لبنان۔ اردن۔ یمن۔ لیبیا اور سعودی عرب۔ عرب حکومتوں کے علاوہ حکومت پاکستان نے یہ دعوت نامہ ایران۔ ترکی۔ افغانستان اور انڈونیشیا کو بھی بھیجا ہے۔

عرب لیگ کے اسسٹنٹ سیکرٹری نے ایک بیان دیتے ہوئے اس تجویز کی پر زور حمایت کی ہے۔

امید کی جاتی ہے۔ کہ ۲۹ مارچ کو عرب لیگ کی کونسل اپنے اجلاس میں اس تجویز کو منظور کرنے کا باضابطہ اعلان کرے گی۔

مصر کی چار ممتاز سیاسی جماعتوں نے بھی ایک مشترکہ بیان میں اس تجویز کا خیر مقدم کیا ہے۔ اور تمام اسلامی ممالک سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

شاہ فاروق اور وفد پارٹی میں کھلم کھلا مقابلہ

لندن ۲۰ مارچ:۔ قاہرہ کے مبصرین کا خیال ہے۔ کہ وزیر اعظم ہلالی پاشا نے وفد پارٹی کے سیکرٹری جنرل اور سابق وزیر داخلہ سراج الدین پاشا کو گرفتار کرنے کا جو اقدام کیا ہے۔ اس کی بنا پر وفد پارٹی سے متعدد ارکان علیحدہ ہو جائیں گے۔ وفد پارٹی کے متعدد ارکان نے جو سراج پاشا کی پالیسی کے مخالف تھے۔ ہلالی پاشا سے ملاقات کی ہے لیکن یہ امر واضح نہیں ہے۔ کہ وہ وفد پارٹی کو چھوڑ کر کھلم کھلا حکومت کی حمایت کریں گے یا نہیں۔ ان گرفتاریوں کی وجہ سے مصر کا سیاسی ماحول بہت کشیدہ ہو رہا ہے۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ زبردست ردعمل کا مظاہرہ ہو گا۔ ان گرفتاریوں سے شاہ اور وفد پارٹی کے کھلم کھلا مقابلے کا اظہار ہوتا ہے۔ وفد پارٹی کو ابھی تک اخوان المسلمین اور کمیونسٹوں کی حمایت حاصل ہے۔ ہلالی پاشا کابینہ کے ارکان کے گھروں پر زبردست پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ (رائٹر)

پاکستان کی مجلس دستور ساز کا اجلاس

کراچی ۲۰ مارچ۔ آج پاکستان کی مجلس دستور ساز نے بکری ٹیکس کو صوبوں میں تقسیم کرنے کے سلسلے میں ایک بل پر غور کیا۔ بل میں گورنر جنرل کو یہ اختیار دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ وہ ہر سال مناسب نسبت میں اس ٹیکس کے ایک حصہ کو صوبوں میں تقسیم کر دیا کریں۔

سردار شوکت حیات خان نے اس تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ کہ ایسا اختیار گورنر جنرل کی بجائے مجلس دستور ساز کو ہونا چاہیئے۔ میاں افتخار الدین نے بکری ٹیکس کی نئی تقسیم کی اس بناء پر مخالفت کی۔ کہ یہ تقسیم ایک انگریز کے فیصلہ کی بناء پر عمل میں لائی جا رہی ہے۔ مسٹر چٹو پادھیا نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ملکی فلاح و بہبود کے لئے غیر ملکی افراد کی تجاویز سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔ مسٹر عبد اللہ المحمود اور مسٹر نور احمد نے مطالبہ کیا کہ مشرقی پاکستان کو مزید مالی امداد دی جائے۔ میاں افتخار الدین اور سردار شوکت حیات کے سوا باقی تمام ارکان نے بل کی تائید کی۔

رنگ دار لوگوں کیلئے جداگانہ انتخابی فہرستیں تیار کرنے کے قانون کو جنوبی افریقہ کی عدالت عالیہ نے ناجائز قرار دیدیا

ڈربن ۲۰ مارچ۔ جنوبی افریقہ کی عدالت عالیہ نے یونین پارلیمنٹ کے اس قانون کو ناجائز قرار دے دیا ہے۔ کہ رنگ دار لوگوں کے لئے جداگانہ انتخابی فہرستیں تیار کی جائیں۔ عدالت نے ایک اپیل کی سماعت کے بعد فیصلہ دیا ہے۔ کہ اس قانون سے یونین کے دستور کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ عدالت کا وہ بنچ جس نے یہ فیصلہ دیا۔ پانچ ممبروں پر مشتمل تھا۔ اور عدالت عالیہ کے چیف جسٹس اس کے صدر تھے۔ تازہ اطلاعات سے پتہ چلا ہے۔ کہ عدالت کے اس فیصلہ کی وجہ سے جنوبی افریقہ میں دستوری بحران پیدا ہو گیا ہے۔ اور ملک کے ہر حصہ میں حکومت کی مخالف جماعتیں مظاہرے کرنے اور وزیر اعظم ڈاکٹر ملان سے استعفا کا مطالبہ کرنے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ عدالت کے فیصلہ کے مطابق ڈاکٹر ملان نے کابینہ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جس میں اس فیصلہ کی وجہ سے پیدا شدہ نئی صورت حال پر غور کیا گیا۔ رنگ دار نسل کے چار ووٹروں نے مذکورہ قانون کو ناجائز قرار دیتے ہوئے عدالت عالیہ میں اپیل کی تھی۔ چنانچہ اس اپیل کی سماعت کے بعد عدالت نے قانون مذکور کو ناجائز قرار دینے کا فیصلہ صادر کیا ہے۔

ترکی کیلئے امریکہ کی فوجی امداد

استنبول ۲۰ مارچ۔ انقرہ کے سیاسی حلقوں کی طرف سے اس نظریہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ سپریم اتحادی یورپین کمانڈر کی یہاں آمد کا ایک نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ترکی کے لئے امریکی فوجی امداد کی رفتار تیز کر دی جائے گی۔ فوجی حلقوں کا بیان ہے۔ کہ امریکہ سے فوجی سامان کی ترسیل کی مقدار جلد ہی بڑھا دی جائے گی۔ اور اس سامان میں جدید ترین اسلحہ جات شامل ہوں گے۔ (رائٹر)

مختصرات

کراچی ۲۰ مارچ: اقوام متحدہ کے نمائندہ برائے کشمیر ڈاکٹر گراہم آج شام دہلی سے کراچی پہنچ رہے ہیں آپ جمعہ ۲۱ مارچ کو چوہدری محمد ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان سے ملاقات کریں گے۔

قاہرہ ۲۰ مارچ:۔ عراق کے ممتاز زعیم ڈاکٹر فاضل الجمالی نے آج وزیر اعظم مصر ہلالی پاشا سے ملاقات کی۔ اور اسلامی ممالک کے مشترکہ مفادات کے سوال پر بات چیت کی۔

پشاور ۲۰ مارچ۔ گوہائی قبیلہ کے ایک وفد نے خان عبد القیوم خان وزیر اعظم سرحد سے یہ درخواست کی ہے۔ کہ اس کے علاقہ کو صوبہ سرحد میں شامل کر لیا جائے۔

کراچی ۲۰ مارچ۔ گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے تقریر کرتے ہوئے صنعتوں کے متعلق حکومت کی تازہ پالیسی کو جرأت مندانہ قرار دیا۔ اور کہا کہ اب یہ ملک کے سرمایہ داروں کا کام ہے کہ وہ حکومت کی مراعات سے فائدہ اٹھائیں۔

انجمن خواتین کا سالانہ اجلاس

لاہور ۲۰ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ ۲۹ اپریل کو پاکستان کی انجمن خواتین کا سالانہ اجلاس منعقد ہو گا جس میں متعدد بیرونی ممالک کی خواتین بھی بطور نمائندہ شریک ہوں گی۔ مشرقی پاکستان کی خواتین کا ایک وفد بھی شرکت کرے گا۔

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے ایل۔ ایل بی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند سوالات کے جواب

ایک صاحب نے چار سوالات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور بھیجے ہیں۔ وہ سوال اور حضور ایدہ اللہ کی طرف سے انکے جواب درج ذیل کئے جاتے ہیں:

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا خط ملا۔ میری طبیعت ان دنوں نسبتاً اچھی ہے آپ کے خط سے یہ معلوم کر کے کہ آپ کو مذہب سے دلچسپی ہے خوشی ہوئی۔ ایسے علمی سوالوں کا جواب تو زبانی اچھا رہتا ہے۔ کبھی تشریف لائیے اور زبانی بات کیجئے۔ سردست آپ نے خط لکھا ہے تو مختصراً جواب تحریر ہے۔

سوال نمبر ۱:- کارلائل لکھتا ہے قرآن شریف اور دوسری کتابوں کی طرح آنحضرتؐ کے لائق دماغ کا نچوڑ ہے یہ الہامی کتاب نہیں اور نہ ہی آسمان سے بھیجی گئی ہے۔

جواب نمبر ۱:- کارلائل کا خیال قرآن کریم کے بارہ میں کیا نکر حجت ہے۔ وہ خود مانتا ہے کہ قرآن ایک لائق دماغ کا نچوڑ ہے مگر اس لائق دماغ کے نچوڑ میں یہ لکھا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے ایسے لائق دماغ کو اس جھوٹ کی کیا ضرورت تھی کہ اپنی ایجاد کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا۔

سوال نمبر ۲:- قرآن کریم میں جو قصے کہانیاں درج ہیں وہی تورات انجیل میں بھی موجود ہیں اور یہ دوسری کتابیں قرآن شریف سے پہلے دنیا میں ظہور پذیر ہوئی تھیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن شریف میں وہی قصے کہانیاں انہی کتابوں سے حاصل کی گئی ہیں اور اسے الہامی کتاب نہیں کہا جا سکتا۔

جواب نمبر ۲:- اگر کارلائل نے یہ لکھا ہے کہ جو واقعات قرآن کریم میں ہیں وہی بائیبل میں ہیں۔ تو غالباً اس نے قرآن کریم نہیں پڑھا ان میں بہت فرق ہے ایک مثال لے لیں۔ قرآن کریم نے لکھا ہے کہ فرعون موسیٰؑ کی لاش سلامت رکھی گئی۔ بائیبل اس کا ذکر تک نہیں کرتی۔ فرعون موسیٰ کی لاش اب دستیاب ہو چکی ہے۔ فرعون کے زمانہ کی کتاب کا نقص اور دو ہزار سال بعد والی کتاب کی بات کی صحت بتاتی ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس میں بائیبل کے واقعات صرف دہرائے نہیں گئے۔ حکمتیں تو بہت ہیں۔ مگر خط کے لحاظ سے ایک جواب کافی ہے

سوال نمبر ۳:- قرآن شریف میں ایک ایک لفظ کو سینکڑوں بار دہرایا گیا ہے۔ کیا اس الہامی کتاب کے پاس الفاظ کی کمی تھی کہ ایک ہی لفظ کی بار بار تکرار کی گئی ہے اور اس طرح اس کتاب کو خوبصورت الفاظ سے مزین نہیں کیا گیا۔

جواب نمبر ۳:- قرآن میں ایک لفظ کو سینکڑوں دفعہ دہرایا گیا ہے۔ اول اس اعتراض میں مبالغہ ہے دوم یہ اعتراض تو لغت پر ہے نہ کہ قرآن پر۔ اگر ایک معنے کو لغت میں ایک ہی لفظ سے ادا کیا جاتا ہے تو کیا قرآن نیا لفظ ایجاد کرتا اور پھر عرب اسے سمجھتے کس طرح؟ یہ اعتراض اگر کارلائل نے کیا ہے، تو خود اس کے ادیب ہونے پر سخت حرف آتا ہے، اس نے بھی تو اپنی کتب میں ایک ایک لفظ کو بار بار دہرایا ہے اور ہر ادیب ایسا کرتا ہے

سوال نمبر ۴:- عیسائی کہتے ہیں کہ جنت حضرت عیسیٰؑ کے ذریعہ سے ملے گی۔ اور مسلمان کہتے ہیں کہ صرف مسلمان ہی جنت الفردوس کے مالک ہوں گے اور دوسرے کافروں کے لئے دوزخ کے دروازے کھولے جائیں گے کیا آپ یہ بات واضح کر سکتے ہیں کہ جنت اچھے اعمال کا نام ہے اور یا کہ مذہب اسلام کے پیروکاران کے لئے وقف کر دی گئی ہے۔ قرآن شریف خود کہتا ہے کہ نیکوکاران کے لئے جنت ہو گی (خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں) یعنی بے شک مسلمان نہ ہوں اور بد کردار مسلمانوں کو دوزخ میں جھونکا بھی جا سکتا ہے

جواب نمبر ۴:- یہ درست ہے کہ ہر مذہب والا کہتا ہے کہ اس کا ماننے والا جنت میں جائے گا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جنت کا تعلق مذہب کے لفظ سے ہے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کی تعلیم ایسی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے جنت نصیب ہو سکتی ہے۔ پس سوال یہ رہ جائے گا کہ وہ کونسا مذہب ہے جس کی تعلیم سے جنت مل سکتی ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں مسیحیت کہتی ہے کہ اگر کوئی تیرے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی پھیر دے۔ تیری چادر مانگے تو اسے کرتہ بھی اتار دے۔ تجھ کو ایک میل لے جانا چاہے تو دو میل جا۔ کیا اس سے اگلے جہان میں تو الگ رہا اس جہان میں بھی کسی کو جنت مل سکتی ہے؟ آپ ایک میل پر اپنے گھر سامان لے جانے ہیں۔ ایک مزدور کو زبردستی پکڑ لیتے ہیں۔ مسیحیت کہتی ہے اے مزدور پکڑا جا اور مقابلہ نہ کر۔ مگر جب سامان گھر آ جائے تو وہاں ٹھہر نہیں بلکہ ایک میل آگے چلا جا۔ اس سے کسی کو جنت ملی؟ آپ کو ایک میل بھر اسباب خود اٹھا کر واپس لانا پڑے گا اور مزدور کو ایک میل زائد بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ اس طرح دونوں کو دوزخ ملی۔ اسلام کہتا ہے کہ جو تجھ سے بدی کرے تو اس کا مقابلہ کر اگر اس مقابلہ سے اس کی اصلاح ہوتی ہے اور معاف کر دے اگر معاف کرنے سے اس کی اصلاح ہوتی ہو۔ دیکھئے اس میں دونوں کی جنت ہے۔ سزا دینے یا معاف کرنے والے کی اس لئے کہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے ایک نیک کام کرتا ہے۔ دوسرے کی اس لئے کہ اس سے وہ سلوک ہوتا ہے جس میں اس کا اور باقی دنیا کا بھلا ہے پس ہم یہ نہ دیکھیں گے کہ اسلام کا کیا دعویٰ ہے اور (۴) مسیحیت کا کیا بلکہ یہ دیکھیں گے کہ بات کس کی سچی ہے۔ ہمارے نزدیک بات اسلام کی سچی معلوم ہوتی ہے۔ پس جنت اسلام میں ہے۔ مسلمان کہلانے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی جنتی تعلیم کی وجہ سے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

۳۱ مارچ کے متعلق

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

"میں یہ بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جو لوگ وعدہ کریں وہ جلد سے جلد ان کو پورا کرنے کی کوشش بھی کریں، تا ان کی قربانی سے سلسلہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچے۔ چاہیئے کہ جو دوست سابقون میں شامل ہونا چاہیں وہ ۳۱ مارچ تک اپنے چندے ادا کر دیں۔"

"آپ ایک برگزیدہ الٰہی جماعت میں سے ہیں۔ سابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش آپ کا حق ہے۔ جسے لینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔"

وکیل المال تحریک جدید

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت

مجلس مشاورت کا اجلاس ۱۱ تا ۱۳ شہادت ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۱-۱۲-۱۳ اپریل ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ منعقد ہو رہا ہے۔ عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنی جماعت کے نمائندگان کا انتخاب کر کے جلد سے جلد دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت)

ریویو آف ریلیجنز (انگریزی)

احباب جماعت کو قبل ازیں ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کو بڑھانے میں ہمارے ساتھ تعاون کرنے کی اپیل الفضل کی گذشتہ ایک اشاعت میں کی جا چکی ہے۔ امید ہے کہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت ہائے پاکستان و بیرون بلکہ تمام احباب جماعت اپنے حلقوں میں ریویو کی خریداری کی تحریک فرما کر دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں گے۔ نیز غیر ممالک کی پبلک لائبریریوں مختلف سوسائیٹیوں۔ یونیورسٹیوں اور مستشرقین کو مفت رسالہ بھجوانے کی ذمہ واری اٹھانے کے لئے تیار رہوں گے۔ اور گھر بیٹھے ممالک غیر میں تبلیغ کا ثواب حاصل کریں گے

مبلغین کرام کی خدمت میں بھی تحریر کیا جا چکا ہے۔ کہ اپنے اپنے حلقوں میں اس امر کی پر زور تحریک فرما کر مرکز میں اطلاع بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جو اس نیک کام میں شریک ہوں۔ ثواب دارین عطا فرمائے آمین

ریویو آف ریلیجنز کی قیمت کے متعلق احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے آئندہ ریویو کی سالانہ قیمت اندرون ملک کے لئے دس روپے سالانہ اور بیرون ممالک کے لئے ۱-۱-۶ یا تین ڈالر ایک سینٹ ہوگی

احباب کو چاہیئے کہ مندرجہ بالا شرح سے ریویو کی سالانہ قیمت ارسال فرمائیں۔ نیجر ریویو آف ریلیجنز

قائم مقام وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ

درخواستہائے دعا

(۱) میرے چھوٹے بھائی عزیز ریاض احمد کا اپریشن ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اخوند فیاض احمد (۲) مکرم ملک حفیظ صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کا اکلوتا بچہ شدید بیمار ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں نیز میرا چھوٹا بچہ سخت بیمار ہے اس کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ غلام محمد [illegible]

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور

مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۵۲ء

خاتم النبیین

ایک معاصر روزنامہ میں اس کے اپنے نامہ نگار کی طرف سے مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی ہے۔

"ٹوبہ ٹیک سنگھ ۱۴ مارچ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پیر محمد یوسف مرزائی ٹیچر ڈی۔بی ہائی سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ کا تبادلہ چک جھمرہ کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ ٹیچر مذکور نے ایک طالب علم کی کاپی سے خاتم النبیین کے الفاظ کاٹ دیئے تھے۔ جس پر اہالیان شہر عرصہ سے احتجاج کر رہے تھے کہ اسے ڈسمس کر دیا جائے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں عام مسلمانوں کی خواہش ہے کہ انہیں ایسے علاقہ میں تبدیل کیا جائے۔ جہاں صرف احمدی ہوں یا پھر تعلیم کے علاوہ کسی اور محکمہ میں ان کا تبادلہ کر دیا جائے۔"

(روزنامہ تسنیم ۲۰ مارچ ۱۹۵۲ء)

ہمیں اس معاملہ کے صحیح کوائف معلوم نہیں ہیں لیکن ہم یہ کبھی باور نہیں کر سکتے کہ ایک احمدی نے ایسی حرکت کی ہو۔ جس کا الزام اس خبر میں لگایا گیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہر احمدی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ بلکہ ہر احمدی کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ماننا شرائط بیعت میں داخل ہے۔ اور جن کو مانے بغیر بیعت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ ایک احمدی جس کی بیعت کا انحصار ہی ایک چیز پر ہو وہ اس کے خلاف ایسی حرکت کرے

ہمارا یقین ہے کہ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی مغالطہ ہے۔ جس کا ناجائز فائدہ دشمنانِ احمدیت اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور جیسا کہ دشمنانِ حق کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اصل واقعہ کو الٹا پلٹا کر اور اپنی مرضی کے مطابق بنا کر عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ حق کے خلاف غلط فہمیاں بڑھیں۔ یہاں بھی وہی ہوا ہے اور بات یقیناً کچھ اور ہے۔ مگر اس کو احمدیت دشمنی کی وجہ سے یہ رنگ دے دیا گیا ہے۔ تاکہ احمدیوں کو عوام کی نظروں میں سیدنا خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے ثابت کیا جائے۔ اور اس طرح اشتعال پھیلا کر احمدیوں کے خلاف محاذ قائم کیا جائے

قرآن کریم کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب دشمنانِ حق حق و صداقت کا مقابلہ جائز طریقوں سے نہیں کر سکتے۔ تو وہ ایسے اوچھے ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ اکثر ائمۃ الکفر جو اپنے آپ کو دین آبائی کا محافظ سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عوام کا دین آبائی پر قائم رہنا ان کے ذاتی مفاد اور ان کے بیخ بنے رہنے کے لئے ضروری ہے۔ تو وہ جائز و ناجائز کا فرق اٹھا دیتے ہیں۔ اور حق کا مقابلہ ہر اس ہتھیار سے کرنے پر آ جاتے ہیں۔ جو ان کی دانست میں عوام کو حق سے دور رکھنے میں کارآمد ہو سکتا ہے۔ اس طرح ان کے مقابلہ کی بنیاد آ کر صرف مغالطہ انگیزی پر رہ جاتی ہے۔ اور وہ گندم نما جو فروشی کی پالیسی کو شعوری طور پر اختیار کرنے میں مجبور ہو جاتے ہیں

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے ہر احمدی کی بیعت میں یہ شرط داخل ہے۔ کہ وہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانے۔ بیعت کی شرائط میں "خاتم النبیین" کے الفاظ واضح طور پر آتے ہیں۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ کوئی احمدی کسی طالب علم کی کاپی سے یہ الفاظ کاٹ دے۔ پھر خاتم النبیین کے الفاظ قرآن کریم میں آتے ہیں۔ اور ہر احمدی کا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا لفظ لفظ الہامی ہے اور اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی خاص طور پر الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اور اس میں ذرا سے مغالطہ کی بھی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ قولہ تعالیٰ

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین

یعنی محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ اللہ تعالےٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں:

اب یہ مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا۔ کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ قرآن کریم کا ہر لفظ الہامی ہے۔ اور اس کا زیر و زبر قیامت تک تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ بات بدیہی ہے۔ کہ ہر احمدی کا بھی یہی ایمان ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک پڑھا لکھا احمدی کسی طالب علم کی کاپی سے "خاتم النبیین" کے الفاظ مٹا دے۔ اس لئے کہ وہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں مانتا۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہم احمدی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ان معنی میں مانتے ہیں۔ جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان سب انبیاء علیہم السلام سے منفرد ہو جاتی ہے۔ آپ صرف رسول اللہ ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین بھی ہیں۔ یعنی آپ کی ذات کا فیض عام لوگوں تک ہی محدود نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کو بھی پہونچتا ہے۔ آپ صرف عام بنی نوع انسان کے ہی سردار نہیں ہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے بھی سردار ہیں۔ آپ کی ذات کے فیض سے نہ صرف صالح شہید اور صدیق ہی بن سکتے ہیں بلکہ نبی بھی بن سکتے ہیں۔ اور ہم خاتم النبیین کے یہ معنے لینے میں منفرد نہیں ہیں بلکہ ائمۂ اسلام میں سے اکثر نے صاف صاف لفظوں میں یہی معنے لئے ہیں۔ جن میں سے حضرات شیخ اکبر محی الدین ابن عربی۔ ملا علی قاری۔ قاسم نانوتوی رحمہم اللہ بانی مدرسہ دیوبند وہ ہستیاں ہیں۔ جنکی اسلامی خدمات اور فہم دین مسلمہ ہے۔

ہم سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کو نبی مانتے ہیں تو اس معنے میں مانتے ہیں کہ آپ سیدنا حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبی ہیں۔ اس لئے آپ کی نبوت کا انحصار ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ہے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم نعوذ باللہ خاتم النبیین نہ مانیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی کوئی بنیاد ہی نہیں رہتی۔ اب غور طلب امر ہے کہ کیا کوئی نادان دنیا میں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ جو کسی عمارت کی بنیاد کو اکھاڑ کر عمارت کو کھڑا رکھنے کی کوشش کرے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے عام مسلمانوں صلحاء۔ شہداء اور صدیقوں کے ہی روحانی باپ ہیں بلکہ خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے انبیاء کے بھی روحانی باپ ہیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر نبی ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت خاتم النبیین سے آپ کا انبیاء کا روحانی باپ ہونے کی وجہ سے مسیح موعود علیہ السلام آپ کے روحانی بیٹا ہونے کی بناء پر نبی ہیں۔ اب کیا دنیا میں کوئی ایسا نادان ہو سکتا ہے۔ جو اپنے باپ کی اسی صفت سے انکار کر دے۔ جس صفت کی وجہ سے وہ اس کا بیٹا کہلانا چاہتا ہے اور بیٹا ہو سکتا ہے؟

پھر کیا جو شخص احمدیوں پر یہ الزام تراشتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ اس شخص سے بڑھ کر کوئی بے ہودہ واہیات اور لغو انسان دنیا میں ہو سکتا ہے؟

یہ ایک سیدھی سی بات ہے۔ دشمنانِ حق کی سمجھ میں یہ سیدھی سی بات ضرور آ سکتی ہے۔ مگر دشمنی اور عناد کا شیطان جو ذاتی مفاد کے خطرہ سے ڈر کر حق کے خلاف ان کو اکساتا ہے وہ اس سیدھی سی بات کو بھی غلط ملط کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور اتنا اندھا بنا دیتا ہے۔ کہ یہ سدھ بدھ ہی نہیں رہتی۔ کہ یہ ہتھیار نہایت اوچھا ہے۔ وہ تاریکی کے ذرا سے پردہ کو اپنی جاودانی پناہ سمجھ لیتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ بڑا تیر مارا ہے۔ لیکن حق کی کرن جب تاریکی کے اس ذرا سے پردہ کی دھجیاں اڑا دیتی ہے۔ تو شیطان بے حیائی کی آغوش میں پناہ دیتا ہے۔ اور ساری دنیا کے علی الرغم دودھ کو کالا کہے چلے جاتے ہیں۔ اور اس طرح سمجھتے تو یہ ہیں۔ کہ وہ حق کو ضرر پہونچا رہے ہیں۔ مگر دراصل آپ اپنے ہاتھ سے اپنی جڑیں کاٹتے چلے جاتے ہیں اور آخر خود ہی ان تاریکیوں کے سمندر میں غرق ہو جاتے ہیں۔ جو وہ حق کے درخشندہ چہرے پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں:

مجلس مشاورت پر تشریف لانیوالے احباب

مجلس مشاورت خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت قریب آ گئی ہے۔ اور اس موقعہ پر منتخب شدہ نمائندگان کے علاوہ بھی کئی دوست تشریف لایا کرتے ہیں۔ میں ممنون ہوں گا اگر ایسے تمام دوست ہمیں ایک کارڈ بطور اطلاع قبل از وقت لکھ دیں:

(۲) تمام ایسے احباب جو مجلس مشاورت کے موقعہ پر یہاں تشریف لائیں گے۔ نمائندگان یا دوسرے مہربانی کر کے اپنے ہمراہ بستر ضرور لائیں اور نیچے بچھانے کے لئے ذرا موٹی چیزیں لائیں کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسے ہجوم کے موقعہ پر چارپائیاں مہیا نہیں کی جا سکتیں۔ اور نہ ہی جلسہ سالانہ کے موقعہ کی طرح کھوری یا کسیر میسر آ سکتی ہے۔

(۳) دوست یہ بھی یاد رکھیں کہ ہمارے پاس الگ الگ کمرے یا مکان نہیں ہیں۔ جو ہم مہمانوں کو دے سکیں گے۔ اس لئے اس کے واسطے دوست نہ لکھیں۔ (افسر لنگر خانہ ربوہ)

تبلیغ ہر احمدی پر فرض ہے۔ اس بارہ میں آپ اپنا محاسبہ کریں

(مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ایک اعتراض کا جواب

از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اس جگہ معترض صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور پھر اعتراض کیا ہے کہ جب کہ دین کمال کو پہنچ چکا ہے اور نعمت پوری ہو چکی تو پھر نہ کسی مجدد کی ضرورت ہے نہ کسی نبی کی۔ مگر افسوس کہ معترض نے ایسا خیال کر کے خود قرآن کریم پر اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے اس امت میں خلیفوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ جیسا کہ ابھی گذر چکا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ ان کے وقتوں میں دین استحکام پکڑے گا اور تزلزل اور تذبذب دُور ہوگا۔ اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔ پھر اگر تکمیلِ دین کے بعد کوئی بھی کارروائی درست نہیں تو بقول معترض کے جو تیس سال کی خلافت ہے وہ بھی باطل ٹھہرتی ہے کیونکہ جب دین کامل ہو چکا۔ تو پھر کسی دوسرے کی ضرورت نہیں۔ لیکن افسوس کہ معترض بے خبر نے ناحق آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو پیش کر دیا۔ ہم کب کہتے ہیں کہ مجدّد اور محدث دنیا میں آکر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں۔ یا زیادہ کرتے ہیں بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالاتِ فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدّد اور محدّث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔ نہ معلوم کہ بیچارہ معترض نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ مجدد اور روحانی خلیفے دنیا میں آکر دین کی کچھ ترمیم و تنسیخ کرتے ہیں۔ نہیں وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں۔ اور معترض کا یہ خیال کہ ان کی ضرورت ہی کیا ہے اصرف اسوجہ سے پیدا ہوا ہے کہ معترض کو اپنے دین کی پروا نہیں اور کبھی اس نے غور نہیں کی کہ اسلام کیا چیز ہے اور اسلام کی ترقی کس کو کہتے ہیں اور حقیقی ترقی کیونکر اور کن راہوں سے ہو سکتی ہے اور کس حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقی طور پر مسلمان ہے یہی وجہ ہے کہ معترض صاحب اس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ قرآن موجود ہے۔ اور علماء موجود ہیں۔ اور خود بخود اکثر لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف حرکت ہے۔ پھر کسی مجدد کی کیا ضرورت ہے لیکن افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے۔ جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے۔ اور ان کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی۔ اور جس طرح قرآن کریم میں آیت الیوم اکملت لکم ہے اسی طرح توریت میں بھی آیات ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے۔ کہ بنی اسرائیل کو ایک کامل اور جلالی کتاب دی گئی ہے۔ جس کا نام توریت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی توریت کی یہی تعریف ہے۔ لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے۔ کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دُور پڑ گئے ہوں۔ پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں اور جن کے دلوں میں کچھ شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہو گئی ہو۔ ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں چنانچہ اللہ جلشانہ خود قرآن میں فرماتا ہے۔ ولقد اٰتینا موسی الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسل یعنی موسیٰ کو ہم نے توریت دی اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تعلیم کی تائید اور تصدیق کریں۔ اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے ثم ارسلنا رسلنا تترا۔ یعنی پھر پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے۔ کہ وہ اپنی کتاب بھیجکر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے۔ چنانچہ توریت کی تائید کیلئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آئے۔ جن کے آنے پر اب تک بائیبل شہادت دے رہی ہے۔

اس کثرت ارسال رسل میں اصل بھید یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ عہد مؤکّد ہو چکا ہے کہ جو امر کی سچی کتاب کا انکار کرے تو اس کی سزا دائمی جہنم ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ والذین کفروا وکذبوا باٰیتنا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وہ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اب جب کہ سزائے انکار کتاب الٰہی میں ایسی سخت تھی۔ اور دوسری طرف یہ مسئلہ نبوت اور وحی الٰہی کا نہایت دقیق تھا۔ بلکہ خود خدا تعالےٰ کا وجود بھی ایسا دقیق در دقیق تھا کہ جب تک انسان کی آنکھ خدا داد نور سے منور نہ ہو ہرگز ممکن نہ تھا کہ سچی اور پاک معرفت اسکی حاصل ہو سکے۔ چہ جائیکہ اسکے رسولوں کی معرفت اور اس کی کتاب کی معرفت حاصل ہو۔ اسلئے رحمانیتِ الٰہی نے تقاضا کیا کہ اندھی اور نابینا مخلوق کی بہت ہی مدد کی جائے۔ اور صرف اس پر اکتفا نہ کیا جائے کہ ایک مرتبہ رسول اور کتاب بھیجکر پھر باوجود امتدادِ ازمنہ طویلہ کے ان عقاید کے انکار کی وجہ سے جن کو بعد میں آنیوالے زیادہ اس سے سمجھ نہیں سکتے کہ وہ ایک پاک اور عمدہ منقولات ہیں۔ ہمیشہ کی جہنم میں منکروں کو ڈال دیا جائے۔ اور درحقیقت سوچنے والے کے لئے یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ وہ خدا جس کا نام رحمٰن اور رحیم ہے اتنی بڑی سزا دینے کے لئے کیونکر یہ قانون اختیار کر سکتا ہے کہ بغیر پورے طور پر اتمامِ حجت کے مختلف بلاد کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے صدہا برسوں کے بعد قرآن اور رسول کا نام سنا اور پھر وہ عربی سمجھ نہیں سکتے۔ قرآن کی خوبیوں کو دیکھ نہیں سکتے۔ دائمی جہنم میں ڈالدے۔ اور کس انسان کی کانشنس اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بغیر اسکے کہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا اس پر ثابت کیا جائے۔ یونہی اس پر چھری پھیر دی جائے۔ پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت پاکر دنیا کو ملزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلا دیں یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدد وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے۔ جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے۔ سو ہمیشہ خدا تعالےٰ اسی طرح کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح کے دنیا میں باقی رہیں۔ اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ بلکہ نظائرِ متواترہ اس کے شاہد ہیں اور مختلف بلاد کے نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو چھوڑ کر اگر صرف بنی اسرائیل کے نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں پر ہی نظر ڈالی جائے۔ تو ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چودہ سو برس کے عرصہ میں یعنی حضرت موسیٰ سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے کہ جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن شاہد ہے۔ اور بائیبل شہادت دے رہی ہے۔ اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لاتے تھے۔ کوئی نیا دین نہیں سکھاتے تھے صرف توریت کے خادم تھے۔ اور جب بنی اسرائیل میں دہریت اور بے ایمانی اور بد چلنی اور سنگدلی پھیل جاتی تھی۔ تو ایسے وقتوں میں وہ ظہور کرتے تھے۔ اب کوئی سوچنے والا سوچے کہ جس حالت میں موسےٰ کی ایک محدود شریعت کے لئے جو زمین کی تمام قوموں کے لئے نہیں تھی اور نہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا تھا خدا تعالےٰ نے یہ احتیاطیں کیں کہ ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے اور بارہا آنیوالے نبیوں نے ایسے نشان دکھلائے کہ گویا بنی اسرائیل نے نئے سرے خدا کو دیکھ لیا۔ تو پھر یہ امت جو خیر الامم کہلاتی ہے اور خیر الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے لٹک رہی ہے۔ کیونکر ایسی بد قسمت سمجھی جائے کہ خدا تعالےٰ نے صرف تیس برس اس کی طرف نظرِ رحمت کر کے اور آسمانی انوار دکھلا کر پھر اس سے منہ پھیر لیا۔ اور پھر اس امت پر اپنے نبی کریم کی مفارقت میں صدہا برس گذرے اور ہزارہا طور کے فتنے پڑے اور بڑے بڑے زلزلے آئے اور انواع اقسام کی دجالیت پھیلی۔ اور ایک جہان نے دین متین پر حملے کئے اور تمام برکات اور معجزات سے انکار کیا گیا اور مقبول کو نامقبول ٹھہرایا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے پھر کبھی نظر اٹھا کر اس امت کی طرف نہ دیکھا اور اس کو کبھی اس امت پر رحم نہ آیا اور کبھی اس کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ لوگ بھی تو بنی اسرائیل کی طرح انسان ضعیف البنیان ہیں۔ اور یہودیوں کی طرح ان کے پودے بھی آسمانی آبپاشی کے ہمیشہ محتاج ہیں۔ کیا اس کریم خدا سے ایسا ہو سکتا ہے۔ جس نے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ کے مفاسد کے دور کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ کیا ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ پہلی امتوں پر تو خدا تعالےٰ کا رحم تھا۔ اسلئے اس نے توریت کو بھیج کر پھر ہزارہا رسول اور محدث توریت کی تائید کے لئے اور دلوں کو بار بار زندہ کرنے کے لئے بھیجے لیکن یہ امت مورد غضب تھی اسلئے اس نے قرآن کریم کو نازل کر کے ان سب باتوں کو بھلا دیا۔ اور ہمیشہ کے لئے علماء کو ان کی عقل اور اجتہاد پر چھوڑ دیا۔

اور حضرت موسےٰؑ کی نسبت تو صاف فرمایا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ رسلاً مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل وکان اللہ عزیزا حکیما۔ یعنی خدا موسیٰؑ سے ہمکلام ہوا۔ اور اس کی تائید اور تصدیق کے لئے رسول بھیجے۔ جو مبشّر اور منذر تھے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت باقی نہ رہے اور نبیوں کا مسلسل گروہ دیکھکر توریت پر دلی صدق سے ایمان لاویں اور فرمایا ورسلاً قد قصصنٰھم علیک ورسلاً لم نقصصھم علیک یعنی ہم نے بہت سے رسول بھیجے اور بعض کا تو ہم نے ذکر کیا۔ اور بعض کا ذکر بھی نہیں کیا۔ لیکن دین اسلام کے طالبوں کے لئے وہ انتظام نہ کیا۔ گویا جو رحمت اور عنایت باری حضرت موسیٰ کی قوم پر تھی۔ وہ اس امت پر نہیں ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہمیشہ امتدادِ زمانہ کے بعد پہلے معجزات اور کرامات قصہ کے رنگ میں ہو جاتی ہیں اور پھر آنے والی نسلیں اپنے گروہ کو ہر ایک امر خارق عادت سے بے بہرہ دیکھکر آخر گذشتہ معجزات کی نسبت شک پیدا کرتی ہیں۔ پھر جس حالت میں بنی اسرائیل کے ہزارہا انبیاء کا نمونہ آنکھوں کے سامنے ہے تو اس سے اور بھی بے دلی اس امت کو پیدا ہوگی۔ اور اپنے تئیں بد قسمت پاکر بنی اسرائیل کو رشک کی نگاہ سے دیکھیں گے یا بد خیالات میں گرفتار ہو کر ان کے قصوں کو بھی صرف افسانجات خیال کریں گے۔ اور یہ قول کہ پہلے اس سے ہزارہا انبیاء ہو چکے اور معجزات بھی بکثرت ہوئے اس لئے اس امت کو خوارق

(باقی صہ ۸ پر دیکھو)

قتلِ مرتد۔ محشرستانِ حکومتِ الٰہیہ کا ایک خونچکاں منظر

ہمارا ہر امر میں متفق ہونا ضروری نہیں (ادارہ)

(۵)

"ارشاد ہے:۔

ان الّذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفراً لن تقبل توبتھم اولئک ھم الضالون o ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار فلن یقبل من احدھم ملء الارض ذھباً ولو افتدیٰ بہ اولئک لھم عذاب الیم وما لھم من نٰصرین (۳/۹۰-۹۱)

جن لوگوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کر لیا اور پھر اپنے کفر میں بڑھتے ہی چلے گئے تو ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہو گی۔ یہی لوگ ہیں جو راہ راست سے بھٹک گئے — جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی اور مرتے دم تک کفر پہ جمے رہے تو اگر ان میں سے کوئی شخص پوری کرہ ارض سونے سے بھر کر دیدے جب بھی اس کے فدیئے میں قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہو گا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

غور کیجئے کہ قرآن کہتا ہے کہ جن لوگوں نے اسلام لانے کے بعد پھر کفر کی راہ اختیار کر لی (مرتد ہو گئے) اور پھر اسی حالت کفر میں مر گئے (وماتوا وھم کفار) تو ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔ دیکھئے! یہاں ان کے طبعی موت سے مرجانے کا ذکر صاف طور پہ موجود ہے۔ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو نہ ان کے کفر میں بڑھتے جانے کا ذکر ہوتا (کیونکہ جسے قتل کر دیا جائے وہ کفر میں بڑھتا کیسے جائے گا؟ کفر میں اضافہ تو اسی وقت ہو گا جب مرتد ہونے کے بعد جیتا رہے) اور نہ ہی یہ لکھا ہوتا کہ وہ بحالت کفر مر جائیں گے۔ (وماتوا) مودودی صاحب نے اپنے رسالے میں ان آیات کا ذکر نہیں کیا۔ (نہ ہی تفہیم القرآن میں ان آیات کے ضمن میں قتل مرتد کا سوال اٹھایا ہے)

اس سے آگے بڑھئے سورۂ نساء میں ہے:۔

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللّٰہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلاً (۴/۱۳۷)

جو لوگ ایمان لائے اس کے بعد پھر کافر ہو گئے۔ پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے اور پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ انہیں بخشنے والا نہیں اور ہرگز ایسا نہیں ہو گا کہ انہیں ہدایت کی راہ دکھائے۔

یعنی یہاں صرف ایک مرتبہ مرتد ہو جانے کا ذکر نہیں دوبار ارتداد کا ذکر ہے۔ اسلام لائے پھر مرتد ہوئے پھر اسلام لائے پھر مرتد ہو گئے[1] اور اس کے بعد اسلام نہیں لائے بلکہ حالتِ کفر میں بڑھتے چلے گئے۔ ان کی بخشش نہیں ہو گی۔ آپ نے غور کیا کہ قرآن کی رو سے اسلام اور کفر کے دروازے کس طرح آمدورفت کیلئے کھلے رہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اسی کے خلاف مودودی صاحب کا فرمان ہے کہ

"جسے آکر واپس جانا ہو اسے ہم پہلے ہی خبردار کر دیتے ہیں کہ یہ دروازہ آمدورفت کے لئے کھلا ہوا نہیں۔ لہٰذا اگر آتے ہو تو یہ فیصلہ کر کے آؤ کہ واپس نہیں جانا ہے۔ ورنہ براہ کرم آؤ ہی نہیں۔"

اسلام سے واپس جانے والا کہتا ہے کہ دیکھو! خدا نے یہ دروازہ کھلا رکھا ہے اس لئے میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ (معاذ اللہ) خدا کون ہوتا ہے جو اس دروازے کو کھلا رکھ سکے۔ ان دروازوں کو روایات نے بند کیا ہے۔ فقہ نے بند کیا ہے اور اب اس پہ ہمارا پہرہ ہے۔ خدا نے کھولا تھا لیکن ہم انہیں بند کرتے ہیں اب دیکھیں خدا انہیں کس طرح کھول سکتا ہے۔

ایک اور آیت دیکھئے جس میں "ارتداد" کا خصوصی ذکر ہے فرمایا:۔

یاایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ ...... الخ (۵/۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی مرتد ہو جائے[2] تو (ایسے لوگوں کی جگہ) خدا ایک ایسی قوم پیدا کر دے گا جنہیں خدا دوست رکھے گا اور وہ خدا کو دوست رکھنے والے ہوں گے۔ مومنوں کے مقابلے میں نہایت نرم اور جھکے ہوئے لیکن دشمنوں کے مقابلے میں نہایت سخت۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے والے یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہے عطا کر دے۔ اللہ اپنے فضل میں بڑی وسعت والا علم والا ہے۔

دیکھئے بات کس قدر صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو کوئی مرتد ہوتا ہے تو اسے جانے دو یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ایسے لوگوں کی جگہ ہم ایسی قوم لے آئیں گے جو صحیح مومنانہ صفات کے پیکر ہوں گے۔ اس آیت میں بھی کہیں یہ نہیں لکھا کہ ان لوگوں کو قتل کر دو۔ قتل کرنا تو ایک طرف رسول اللہ نے یہاں تک فرما دیا کہ اگر یہ ایسا کرتے ہیں تو کرنے دو تمہیں ان پہ پاسبان بنا کر تھوڑا بھیجا گیا ہے ومن تولّٰی فما ارسلنٰک علیھم حفیظاً (۴/۸۰) "جو کوئی اطاعت سے پھر جائے تو اے رسول! ہم نے تمہیں ان پہ پاسبان بنا کر نہیں بھیجا"۔

اب سورۂ نحل کی ان آیات کو دیکھئے جن کا ایک حصہ پہلے بھی درج کیا جا چکا ہے۔ ارشاد ہے:۔

من کفر باللّٰہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولٰکن من شرح بالکفر صدراً فعلیھم غضب من اللّٰہ ولھم عذاب عظیم (۱۶/۱۰۶)

جو شخص ایمان لانے کے بعد پھر اللہ سے کفر کرتا ہے وہ نہیں جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پہ مطمئن ہو بلکہ وہ جس کا سینہ کفر پہ کھل جائے تو ایسے لوگوں پہ اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

یہاں صراحت سے مرتد کا ذکر ہے اور ایسے مرتد کا جو اکراہ سے نہیں بلکہ اپنے دل کی کشادگی سے کفر اختیار کرتا ہے قرآن نے کہیں نہیں لکھا کہ اس کی سزا موت ہے اسے تیغ کے گھاٹ اتار دو۔ اس سے اگلی آیت میں اس کی وجہ بیان کی ہے فرمایا:۔

ذٰلک بانھم استحبوا الحیٰوۃ الدنیا علی الاٰخرۃ وان اللّٰہ لا یھدی القوم الکافرین (۱۶/۱۰۷) یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پہ ترجیح دی اور اللہ کافروں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔

یہ تھی وہ وجہ جس سے انہوں نے اسلام چھوڑ کر کفر کی راہ اختیار کی۔ انہوں نے مستقبل کی کامرانیوں کی بجائے پیش افتادہ مفاد کے حصول کو ترجیح دی اور یہ اس لئے کیا کہ ان میں دور اندیشی اور عاقبت بینی کا مادہ نہیں رہا۔

اولٰئک الذین طبع اللّٰہ علی قلوبھم وسمعھم وابصارھم واولٰئک ھم الغافلون (۱۶/۱۰۸)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پہ اور کانوں پہ اور آنکھوں پہ مہر لگا دی اور یہ لوگ غفلت میں ڈوب گئے۔

ان کی اس روش کا نتیجہ کیا ہو گا؟

لاجرم انھم فی الاٰخرۃ ھم الخاسرون (۱۶/۱۰۹)

لامحالہ یہی لوگ ہیں جو آخرت میں تباہ حال ہوں گے

غور کیجئے قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ یہ لوگ ہیں جن کی گردن مار دی جائے گی۔ اور اس طرح انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اسلام لا کر پھر کفر اختیار کرنے کی سزا کیا ہے؟

قرآن کا واضح فیصلہ

قرآن کا فیصلہ واضح ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شروع میں بھی اسلام سے انکار وہی لوگ کرتے ہیں جن میں صحیح بصیرت نہیں ہوتی ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون o ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم (۲/۵-۶)

"وہ لوگ جو کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ تم انہیں (ان کی اس روش کے نتائج سے) آگاہ کرو یا نہ کرو۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کے دلوں اور کانوں پہ اللہ نے مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پہ پردہ پڑ گیا۔ ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔"

اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی حالت ایسی ہی کر لی ان کا بھی یہی حشر ہو گا۔ (ولھم عذاب عظیم ۱۶/۱۰۶) آپ نے دیکھا کہ اس باب میں قرآن نے شروع میں اسلام سے انکار کرنے والوں اور اسلام لا کر اس سے پھر جانے والوں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اس لئے وہ کہتا ہے کہ دونوں کے انکار کی علت ایک ہی ہے طبع اللّٰہ علیٰ قلوبھم .... ان لوگوں نے اپنی عقل و بصیرت کھو دی ہے اور اسلام کی دعوت علیٰ وجہ البصیرت ہے اس لئے عقل و دانش کو مفلوج کر کے نہ تو پہلی بار اسلام قبول کرایا جا سکتا ہے نہ ہی ان لوگوں کو اسلام میں بالجبر رکھا جا سکتا ہے جو عقل و دانش سے یکسر محروم ہو چکے ہوں اور اس طرح انہوں نے اسلام چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ وہ کہتا ہے کہ جب علت دونوں کی ایک ہے تو پھر ان دونوں سے سلوک میں فرق کیا؟ لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں! اللہ میاں کو (معاذ اللہ) اس کا پتہ نہیں ان میں بنیادی فرق ہے جس کی وجہ سے اول الذکر گروہ کو جینے کا حق دیا جا سکتا ہے لیکن ثانی الذکر کو یہ حق قطعاً نہیں دیا جا سکتا۔ اسے گولی مار دینی چاہئے۔

بہر حال یہ ہیں قرآن کی وہ آیات جن کا ذکر تک مودودی صاحب نے اپنے مقالہ میں نہیں کیا اور جن سے یہ واضح ہے کہ قرآن کی رو سے ارتداد کوئی جسمانی جرم نہیں۔ (باقی)

(طلوع اسلام کراچی مارچ ۱۹۵۲ء)

[1] مودودی صاحب تفہیم القرآن میں اس آیت کو بھی گول کر گئے ہیں۔

[2] مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں اس آیت کے تحت میں یہ نہیں لکھا کہ مرتد کی سزا قتل ہے وہاں بھی چپکے سے آگے بڑھ گئے ہیں

ہمتی ہے ہم کو خلقِ خدا غائبانہ کیا؟

جماعت احمدیہ کی قومی سیاسی اور ملّی خدمات کا اعتراف غیروں کی زبانی

(۲۸)

(مرتبہ ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر)

جو قسط تحریک کشمیر کے متعلق آج ہدیہ قارئین کرام ہو رہی ہے۔ اس کا نمبر موجودہ نمبر سے بہت پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ مگر چونکہ اس سے قبل تلاش کرنے کے باوجود بھی یہ حوالجات نہیں مل سکے تھے۔ اس لئے یہ اپنے صحیح موقعہ و محل پر شائع نہ کئے جا سکے۔ اس سے قبل ہم آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور تحریک کشمیر کے سلسلہ میں اس کی تابناک خدمات کا ذکر کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ اس سے متعلق مواد پوری طرح میسر نہ آنے کے باعث ضروری حوالجات اس وقت شائع نہ کئے جا سکے۔ اس لئے صرف چند ایک اقتباس درج کر کے ہم آگے بڑھتے ہوئے ۱۹۳۲ء تک پہنچ گئے۔ مگر چونکہ اب بعض مطلوبہ حوالے مل گئے ہیں۔ اس لئے ان کی وجہ سے پھر ہم ۱۹۳۱ء کی طرف واپس لوٹتے ہوئے تحریک کشمیر کا پس منظر بتاتے ہیں۔ چونکہ اس تحریک کا آغاز اور اس کے اسباب و وجوہات کا ذکر ضروری ہے۔ اس لئے اس جگہ اسی کے متعلق خود اسی مقدس ہستی کی زبانی یہ سب کچھ سنوایا جائیگا۔ جو اس تحریک کی بانی اور اصل روح رواں تھی۔ یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ سو اس کے لئے حضور انور کے دو مختلف اوقات میں فرمودہ بیانات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے احباب کرام کو تحریک کشمیر کا پس منظر اور اس کے صحیح علل و اسباب کا بخوبی علم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس مضمون کے اصل عنوان کے ماتحت غیر از جماعت اصحاب کے اعتراف بھی دکھلائے جائیں گے۔ جو تحریک کشمیر میں احمدیہ جماعت کی خدمات کے بارے میں ان کے زبان و قلم سے برآمد ہوئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ اور تحریک کشمیر کا پس منظر

حضور نے ۳۰ جون ۱۹۴۶ء کو مجلس علم و عرفان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ

(۱) ”اس تحریک میں میری شمولیت کی بنیاد یہ تھی۔ کہ کشمیر میں رعایا کو ابتدائی انسانی حقوق بھی حاصل نہ تھے۔ مثلاً اخبار نکالنے کی اجازت نہ تھی۔ مجالس قائم کرنے پر پابندی عائد تھی۔ ساری زمین مہاراجہ صاحب کی ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ ویسے تو قدیم زمانہ سے ہی زمین حکومت کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ ہندوستان میں بھی اور یورپ میں بھی لیکن یہ ملکیت محض رسماً ہوتی ہے۔ عملاً نہیں ہوتی۔ حکومت کو اگر کبھی اپنی ضرورت کے لئے زمین لینی پڑتی ہے۔ تو وہ قیمتاً زمین خرید لیتی ہے۔ اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ورنہ اس کے سوا باقی تمام اختیارات زمین کے مالکوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی خرید و فروخت اس میں کسی قسم کی تبدیلی مثلاً مکان وغیرہ بنانا اس کی پیداوار غرض کسی معاملہ میں حکومت تعرض نہیں کرتی۔ پس گو رسماً زمین حکومت کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن عملاً مالکان کو اس پر پورا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ لیکن کشمیر میں یہ بات نہ تھی۔ وہاں حقیقتاً زمین مہاراجہ صاحب کی ملکیت ہی سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی بغیر اجازت ریاست اپنی زمین سے خود لگائے درخت کاٹ لے۔ مکان بنا لے۔ یا اور کوئی تبدیلی کر دے۔ تو اسے گرفتار کر لیا جاتا تھا۔ گویا لوگ مزارع کا رنگ رکھتے تھے۔ اور ملک میں کامل غلامی کا دور دورہ تھا۔ جس کے ایسے افسوسناک نظارے دیکھنے میں آتے تھے کہ کوئی دردمند انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا

میں جب ۱۹۰۹ء میں کشمیر گیا۔ تو پہلگام سے واپسی پر اسباب کے لئے کچھ مزدوروں کی ضرورت پڑی۔ وہاں کے قانون کے مطابق ہم نے سرکاری عہدہ داروں کو اطلاع دی۔ چنانچہ انہوں نے کچھ مزدور بھیج دیئے۔ میرے ٹرنک میں کچھ کتابیں بھی تھیں۔ اس لئے وہ زیادہ وزنی تھا۔ جس مزدور نے اسے اٹھایا۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ چلتے چلتے ایک اونچی جگہ کے ساتھ ٹرنک لگا کر ٹھہر گیا۔ اور بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔ ہائے امان۔ اس کی آواز میں اتنا درد تھا۔ کہ میرے دل پر خاص اثر ہوا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو اس نے بتایا۔ کہ میں مزدور نہیں ہوں۔ میری تو برات جا رہی تھی۔ اور میں دولہا تھا۔ راستے میں سے سرکاری آدمیوں نے مجھے پکڑ کر یہاں بھیج دیا ہے۔ براتی بیچارے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ یہ ایسی دردناک بات تھی۔ جس سے میں بہت متاثر ہوا۔ اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی۔ کہ کشمیر کے لوگوں کی آزادی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۹ء میں جب مجھے کشمیر جانے کا اتفاق ہوا۔ تو پھر وہاں بعض اسی قسم کے حالات دیکھنے میں آئے۔ جن کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کی ہمدردی کا نقش اور گہرا ہو گیا۔ ۱۹۳۱ء میں جب وہاں شورش پیدا ہوئی تو میں نے ایک مضمون لکھا۔ جس نے وہاں ایک قسم کی آگ لگا دی۔ میرے پاس متواتر وفود اور تاریں آئیں۔ کہ آپ یہ کام اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور ہماری مدد کریں۔ میں نے شملہ میں بعض بڑے بڑے مسلمان لیڈروں کو بلایا۔ اور ان کے مشورہ سے یہ کام شروع کیا۔ انہی کے اصرار پر بالخصوص ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے زور دینے پر میں نے کشمیر کمیٹی کی صدارت منظور کر لی۔“

(الفضل ۲۲ جون ۱۹۴۶ء ص ۳)

جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے تحریک کشمیر کے متعلق حضور انور نے فرمایا تھا۔

(۲) ”اب میں اس کام کا ذکر کرتا ہوں۔ جو نہایت اہم کام ہے۔ اور جسے بعض مخلص احباب کے مجبور کرنے اور انسانی ہمدردی کی وجہ سے میں نے شروع کیا۔ اور وہ کشمیر کے متعلق کام ہے۔ ماہ مئی میں میں نے بعض مضامین ایسے پڑھے۔ جن میں مسلمانانِ جموں پر سختی کرنے کا ذکر تھا۔ میں کشمیر میں کئی دفعہ جا چکا ہوں۔ وہاں کے مسلمانوں کی دردناک حالت کا مجھے علم تھا۔ جس کی وجہ سے میرے دل میں زخم تھا۔ اور یہ خواہش دل میں رہتی تھی۔ کہ خدا تعالےٰ توفیق دے تو ان کی مدد کی جائے۔ جب میں نے مسلمانانِ ریاست پر سختی کے حالات پڑھے۔ تو وہ جوش ابل پڑا۔ اور میں نے مضامین لکھے۔ اور جب سری نگر میں مسلمانوں پر گولیاں چلیں۔ تو میں نے مسلمان لیڈروں کو چٹھیاں لکھیں۔ اور انہیں مشورہ کے لئے شملہ بلایا۔ جب مسلمان لیڈر شملہ میں جمع ہوئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ گورنمنٹ ریاستوں کے متعلق بیرونی لوگوں کی باتیں نہیں سنتی۔ اس پر کہا گیا۔ اس بارے میں کچھ نہ کیا جائے۔ اور بعض نے تو یہ بھی کہا۔ کہ جلسہ بھی نہ کریں۔ لیکن میں نے کہا۔ جلسہ ضرور کرنا چاہیئے۔ اگر ناکام رہے۔ تو اس میں ہماری کوئی ذلت نہیں۔ کیونکہ نیک کام کا ہم نے ارادہ کیا ہے۔ آخر جلسہ کیا گیا۔ اور ایک کمیٹی بنائی گئی۔

مجھ سے کہا گیا۔ کہ ہم آپ کو ڈکٹیٹر تجویز کرتے ہیں۔ آپ جو کہیں گے وہ ہم کریں گے۔ مگر میں نے کہا۔ مجھے اور بہت کام ہیں۔ اور میرے لئے یہ کام کرنا مشکل ہے۔ اس پر کہا گیا۔ یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ ۳۰ لاکھ مظلوم اور بے کس مسلمانوں کی خدمت ہے۔ آپ ضرور یہ کام کریں۔ ہمارا اصول تھا۔ کہ خلیفہ دوسری انجمنوں میں شامل نہ ہو۔ مگر جب مجھ سے یہ کہا گیا۔ تو میں اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ پھر خیال آیا۔ یہ کہیں گے۔ کہ ناکامی کے ڈر سے پیچھے ہٹتا ہے۔ اس پر میں نے کہا۔ دوسری انجمنوں میں خلیفہ کے شامل نہ ہونے کا دستور ہم نے خود ہی بنایا ہے۔ اسے خدمت خلق کے لئے توڑ دیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ میں نے ڈکٹیٹر بننے سے تو انکار کر دیا۔ لیکن کہا پریذیڈنٹ بننا قبول کر لیتا ہوں۔ اس کے بعد شملہ میں کام کرنا شروع کیا۔ گورنمنٹ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ میں نے وائسرائے سے ملاقات کی۔ مگر انہوں نے کشمیر کے ذکر پر ہی کہہ دیا۔ کہ گورنمنٹ اس میں دخل نہیں دے سکتی۔ لیکن آخر میں نے دلائل سے منوا لیا۔ کہ حکومت کو دخل دینا پڑیگا۔ اس کے بعد حکومت کے اور بڑے بڑے افسروں سے ملنے کے لئے مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو بھیجا گیا۔ اور انہیں مائل کیا۔ کہ کشمیر کے متعلق بیرونی آدمیوں کی باتیں سننے کے لئے تیار رہوں۔ یہ پہلا کام تھا۔ جو کشمیر کے متعلق کیا گیا۔ اور اسے دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ پھر وائسرائے نے خود اس تجویز کو پسند کیا۔ اور زور دیا۔ کہ ریاست سے کہا جائے۔ مسلمانوں کا وفد قبول کرے۔ لیکن ریاست کی بدقسمتی سے جب مہاراجہ صاحب کو وفد کے متعلق تار دیا گیا۔ جن میں یہ معزز اصحاب شامل تھے۔ نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب۔ نواب ابراہیم علی خاں صاحب آف کنج پورہ خواجہ حسن نظامی صاحب خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب۔ مولوی اسماعیل صاحب غزنوی۔ تو وزیراعظم کی طرف سے جواب آیا۔ کہ صورت حال پر پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے۔ اس لئے مہاراجہ صاحب وفد سے ملنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ وفد کے آنے سے از سر نو جوش پیدا ہو جائے گا۔ اس پر میں نے حجت تمام کرنے کے لئے اپنے نام سے تار دیا۔ جس میں مہاراجہ صاحب کو لکھا۔ کہ اگرچہ کشمیر میں بظاہر امن نظر آتا ہے۔ لیکن ایجی ٹیشن موجود ہے۔ جس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ آپ وفد منظور کریں۔ اس کا جواب یہ آیا۔ کہ چونکہ آپ خود آگاہ ہیں۔ کہ ایجی ٹیشن کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ اس لئے وفد کو آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ پہلے تو کہا گیا تھا۔ کہ چونکہ امن قائم ہو گیا ہے۔ اس لئے وفد منظور نہیں کیا جا سکتا۔ جب ان دونوں صورتوں میں

وفد کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔ تو پھر اور کونسا وقت وفد کے آنے کا ہو سکتا تھا۔ یہ پہلی غلطی تھی۔ جو ریاست نے کی۔ جس نے اسے کمزور اور ہمارے ہاتھوں کو مضبوط بنا دیا۔ اب ہم لوگوں کو آسانی سے سمجھا سکتے تھے۔ کہ ریاست امن قائم نہیں کرنا چاہتی۔ اور اس سے ایسے لوگوں کی ہمدردی حاصل کر سکتے تھے۔ جو اور طرح ممکن نہ تھی۔ اس کے بعد کشمیر ڈے مقرر کیا گیا۔ جس کی کامیابی میں ہماری جماعت نے بہت کام کیا۔ ہر جگہ بڑے بڑے جلوس نکلے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے تک کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی کا احساس پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد یہ کام برابر جاری رہا۔ اور موجودہ حالت ایسی ہے۔ کہ مکمل کامیابی میں بعض روکیں نظر آتی ہیں۔ مگر میں نے اپنے نفس سے اقرار کیا ہے۔ کہ طریق بھی یہی ہے۔ کہ مومن جب کوئی کام شروع کرے۔ تو اسے ادھورا نہ چھوڑے۔ میں نے کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جب تک کامیابی حاصل نہ ہو جائے۔ خواہ سو سال لگیں۔ ہماری جماعت ان کی مدد کرتی رہے گی۔ اور آج میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ کل پرسوں اترسوں۔ سال دو سال سو دو سو سال جب تک کام ختم نہ ہو جائے۔ ہماری جماعت کام کرتی رہیگی

یہ ہمارا کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک حبشی غلام نے ایک قوم سے یہ معاہدہ کیا تھا۔ کہ فلاں فلاں رعایتیں تمہیں دی جائیں گی۔ جب اسلامی فوج گئی۔ تو اس قوم نے کہا۔ ہم سے تو یہ معاہدہ ہے۔ فوج کے افسر اعلیٰ نے اس معاہدہ کو تسلیم کرنے میں لیت و لعل کی۔ تو بات حضرت عمرؓ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا۔ مسلمان کی بات جھوٹی نہ ہونی چاہیئے۔ خواہ غلام ہی کی ہو۔ مگر یہ سلسلہ کا نہیں بلکہ جماعت کے امام کا وعدہ ہے۔ پس ہماری جماعت کو مسلمانانِ کشمیر کی امداد جاری رکھنی چاہیئے۔ جب تک کہ ان کو اپنے حقوق حاصل نہ ہو جائیں۔ خواہ اس کے لئے کتنا ہی عرصہ لگے۔ اور خواہ مالی اور خواہ کسی وقت جانی قربانیاں بھی کرنی پڑیں۔ ہم نے یہ کام مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لئے شروع کیا ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اس میں کامیابی دیکھ کر یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ ہم نے تبلیغ احمدیت کیلئے یہ کام شروع کیا ہے۔ اس کام کی وجہ سے اگر خدا تعالیٰ کسی کے دل میں ہماری محبت ڈالے تو ہم خدا تعالیٰ کے اس انعام سے انکار نہیں کر سکتے: مگر اسے ہم تبلیغ احمدیت کا آلہ نہیں بنا سکتے۔ اس کام کو چونکہ ہماری جماعت نے ابتغاءً لوجہ اللہ شروع کیا ہے۔ تاکہ ایک مظلوم قوم آزاد ہو۔ اس لئے کسی اپنے نفوذ کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے۔ (الفضل ۱۰ جنوری ۳۲ء صـ ۳، ۴)

بقیہ ص ۲

ایک اعتراض کا جواب

اور کرامات اور برکات کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ لہٰذا خدا تعالےٰ نے ان کو سب باتوں سے محروم رکھا۔ یہ حرف کہنے کی باتیں ہیں۔ جنہیں وہ لوگ منہ پر لاتے ہیں۔ جن کو ایمان کی کچھ بھی پرواہ نہیں ورنہ انسان نہایت ضعیف اور ہمیشہ تقویتِ ایمان کا محتاج ہے۔ اور اس راہ میں اپنے خود ساختہ دلائل کبھی کام نہیں آسکتے۔ جب تک تازہ طور پر معلوم نہ ہو کہ خدا موجود ہے۔ ہاں جھوٹا ایمان جو بدکاریوں کو روک نہیں سکتا نقلی اور عقلی طور پر قائم رہ سکتا ہے! اور اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلی دستبردار ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی گھر بنا دے اور اس کے تمام کمرے سلیقہ سے تیار کرے اور اس کی تمام ضرورتیں جو عمارت کے متعلق ہیں باحسن وجہ پوری کر دیوے اور پھر مدت کے بعد اندھیریاں چلیں اور بارشیں ہوں اور اس گھر کے نقش و نگار پر گرد و غبار بیٹھ جاوے اور اس کی خوبصورتی چھپ جاوے اور پھر اس کا کوئی وارث اس گھر کو صاف اور سفید کرنا چاہے مگر اس کو منع کر دیا جاوے کہ گھر تو مکمل ہو چکا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ منع کرنا سراسر حماقت ہے۔ افسوس کہ ایسے اعتراضات کرنے والے نہیں سوچتے کہ تکمیل شئے دیگر ہے اور وقتاً فوقتاً ایک مکمل عمارت کی صفائی کرنا یہ اور بات ہے یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے۔ ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالےٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ ۴۴ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے ...... اور یہ کہنا کہ ہمارے لئے قرآن اور احادیث کافی ہیں۔ اور صحبتِ صادقین کی ضرورت نہیں۔ یہ خود مخالفت تعلیم قرآن ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علی وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو گئے اور یہ اعلےٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شامل حال ہو کر اعلےٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیوے۔ پس ان معنوں کرکے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں۔ جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالےٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا اور آیۃ موصوفہ بالا بطور اشارت ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا صادقوں کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ کیونکہ دوام حکم کونوا مع الصادقین دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے۔" (شہادۃ القرآن)

(التبلیغ ربوہ ۷ مارچ ۱۹۵۲ء)

مشرق وسطیٰ کی دفاعی تجاویز عملی صورت اختیار کریں گی

واشنگٹن ۲۰ مارچ۔ مشرق وسطیٰ کے باوثوق سفارتی حلقوں کی وساطت سے آنے والی اطلاعات سے یہ توقعات پیدا ہو رہی ہیں کہ مشرق وسطیٰ کی دفاعی کمانڈ جلد ہی عالم وجود میں آجائے گی۔ ان رپورٹوں میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ تین عرب ممالک اس سلسلے میں کافی دلچسپی کا اظہار کر چکے ہیں۔ اور قاہرہ میں منعقد ہونے والے عرب لیگ کونسل کے اجلاس کو بھی اہم نتائج کا حامل قرار دیا جا رہا ہے۔

ایک اور افواہ یہ بھی ہے کہ عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عظام پاشا نے خیال ظاہر کیا ہے کہ بعض حالات میں ان کا واشنگٹن جانا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ مزید اطلاعات ہیں کہ اسرائیل کے خلاف عربوں کے رویے کی سختی کم ہو جانے کا امکان بھی ہے۔ (اسٹار)

ڈیٹا ئرڈ سب جج کے مقدمۂ قتل کا فیصلہ

دو ملزموں کو پھانسی اور ایک کو عمر قید

لاہور ۱۹ مارچ۔ آج مسٹر پی۔ آر۔ بی۔ سے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور نے ریٹائرڈ سینئر سب جج شیخ محمد حسین کے قتل کے الزام میں ان کے دو ملازموں عبدالعزیز اور یعقوب کو سزائے موت اور عبدالغفور کو عمر قید کا حکم سنایا۔ یہ قتل ۱۱ اگست ۱۹۵۱ء کو اس وقت ہوا۔ جبکہ مرحوم شام کو اپنی دو لڑکیوں اور نواسے نواسیوں کے ہمراہ ڈائننگ روم میں کھانا کھا رہے تھے۔ پولیس نے ملزمان کو گرفتار کرکے ان کے خلاف زیر دفعات ۳۰۲، ۳۰۷ اور ۳۹۴/۳۹۸، ۳۴ مقدمات قائم کرکے عدالت میں چالان کیا تھا۔

مغربی جرمنی کی سرحدوں پر متعینہ پولیس کی تعداد میں اضافہ

لنڈن ۲۰ مارچ۔ مغربی جرمنی نے امریکہ سے درخواست کی ہے کہ کمیونسٹوں کے جاسوسوں اور تخریب پسندوں کا بہت بڑا حصہ مغربی جرمنی کے سرکاری دفاتر میں کام کر رہا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سرحدی پولیس کی تعداد ۲۰ ہزار کر دی جائے۔ (اسٹار)

درخواستِ دعا

ہفتہ کے روز میرے والد صاحب ماسٹر محمد حسن صاحب آسان کا راولپنڈی میں اپریشن ہو رہا ہے۔ وہ کولہے کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے گزشتہ آٹھ ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں (مسعود احمد)

اقوام متحدہ کی تجاویز مسترد کر دی گئیں

عمان ۲۰ مارچ۔ ہیبرون اور بیت اللحم میں فلسطین کے عرب مہاجرین کے نمائندوں نے اپنے ایک مشترکہ اجلاس میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ مہاجرین کی بحالی اور آبادکاری کی بابت اقوام متحدہ کی تجاویز کو مسترد کر دیا جائے۔ ان نمائندوں نے کہا ہے کہ عرب مندوبین کی ترامیم کے باوجود اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جو فیصلے ہوئے ہیں ان کی بنا پر عرب مہاجرین کو اپنے ان گھروں میں واپس جانے کا حق نہیں دیا گیا۔ جو فلسطین کے یہودی حصے میں ہیں۔ (اسٹار)

عمان ۲۰ مارچ۔ عرب کے ممتاز باشندوں کو قاہرہ میں منعقد ہونے والی عرب پیپلز کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے (اسٹار)